سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضؓ

طالب الہاشمی

حضرت محمد بن طلحہ رضؓ

حضرت محمد بن طلحہؓ

(۱)

۴ھ یا ۵ھ کا ذکر ہے کہ جلیل القدر صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ (یکے از اصحابِ عشرہ مبشّرہ) کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ انھوں نے اپنے آقا و مولا ﷺ کے اسمِ گرامی پر اس کا نام محمد رکھا اور اسے اٹھا کر حصول برکت کے لیے بارگاہِ رسالت میں لے گئے۔ حضوؐر نے پوچھا، اس کا نام کیا رکھا گیا ہے۔ حضرت طلحہؓ نے عرض کی ''محمد''۔ حضوؐر نے فرمایا، اچھا تو اس کی کنیت بھی (میری کنیت پر) ابو القاسم ہے۔ پھر آپؐ نے بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ ابو القاسم محمد بن طلحہؓ بڑے ہو کر اخلاقِ حسنہ کا پیکرِ جمیل بنے اور زہد و عبادت میں اپنے غیر معمولی انہماک کی بنا پر خاصانِ خدا میں شمار ہوئے۔

(۲)

حضرت ابو القاسم محمد بن طلحہؓ کا تعلق قریش کے خاندان بنو تیم سے تھا اور وہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے نسبتِ قریبہ رکھتے تھے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

محمد بن طلحہؓ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب۔

مرہ بن کعب پر ان کا نسب نامہ رسولِ اکرم ﷺ کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔

ماں کا نام حمنہ بنتِ جحشؓ تھا۔ ان کا شمار مشہور صحابیات میں ہوتا ہے۔ وہ اُمّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ کی حقیقی اور سرورِ عالم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اس نسبت سے حضرت محمد بن طلحہؓ حضوؐر کے بھانجے تھے۔

صحابی باپ اور صحابیہ ماں کے آغوشِ تربیت میں پرورش پا کر حضرت محمد بن طلحہؓ محاسنِ اخلاق کے اعتبار سے ایک مثالی شخصیت بن گئے۔ اس کثرت سے عبادت کرتے تھے کہ لوگوں میں ''سجادؔ'' (بہت سجدے کرنے والا) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اربابِ سِیَر کا بیان ہے کہ تاریخِ اسلام میں وہ پہلے شخص ہیں جن کو ''سجادؔ'' کا لقب دیا گیا۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی حضرت زید بن خطّابؓ کے پڑوتے کا نام بھی محمد تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت زیدؓ کے پڑوتے کو پکار کر بُرا بھلا کہا۔ حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا تو ان کو بلا کر فرمایا کہ تمھارے نام کی وجہ سے ''اسمِ محمدؐ'' کو سب و شتم کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ آج سے تمھارا نام ''محمدؐ'' کے بہ جائے عبدالرحمٰن ہے۔

پھر انھوں نے حضرت طلحہؓ کے لڑکوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تمھارا اور تمھاری اولاد میں سے جس جس کا نام محمد ہے اسے بدل دیا جائے۔ حضرت محمد بن طلحہؓ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کی:

''امیر المؤمنین میرے نام ''محمدؐ'' کو خود رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا تھا۔''

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا، اگر یہ سچ ہے تو جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پسند کیے ہوئے نام کو میں نہیں بدل سکتا۔

(۳)

سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے وقت حضرت محمد بن طلحہؓ کم سن تھے اور عہدِ شیخینؓ میں ان کا لڑکپن تھا اس لیے کوئی خاص کارنامہ دکھانے کا موقع نہیں ملا۔ حضرت عثمان ذوالنّورینؓ کے عہدِ خلافت میں پورے جوان ہو گئے اور ایک عابدِ شب بیدار (سجاد) کی حیثیت سے شہرت پائی۔ امام حاکمؒ نے اپنی ''مستدرک'' میں لکھا ہے کہ ان کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے بڑے بڑے صحابہؓ بھی ان سے دُعائے خیر و برکت کراتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے خلاف شورش برپا ہوئی اور باغیوں نے کاشانۂ خلافت کا محاصرہ کر لیا تو حضرت محمد بن طلحہؓ قریش کے ان معدودے چند جوانوں میں تھے

جو کاشانۂ خلافت کے دروازے پر کھڑے ہو کر باغیوں کی مزاحمت کر رہے تھے۔ اس کش مکش میں حضرت محمد بن طلحہؓ، حضرت حسن بن علیؓ اور قنبر مولیٰ حضرت علیؓ زخمی ہو گئے لیکن انھوں نے باغیوں کو دروازے کے اندر گھسنے نہ دیا۔ البتہ بعض فسادی پڑوس کے مکان سے دیوار پھاند کر اندر چلے گئے اور امیر المؤمنینؓ کو شہید کر ڈالا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اس سانحۂ جاں گداز کا علم ہوا تو انھیں سخت صدمہ پہنچا۔ فوراً حضرت عثمان شہیدؓ کے مکان پر پہنچے، اپنے فرزندوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو مارا اور حضرت محمد بن طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو سخت سرزنش کی کہ تم لوگوں کے یہاں ہوتے ہوئے یہ واقعہ کیسے رونما ہوا۔ انھوں نے عرض کیا، ہم کیا کر سکتے تھے، قاتل مکان کی پشت سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ دروازے سے ہم نے کسی کو نہیں آنے دیا۔

حضرت علیؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو ''قصاصِ عثمانؓ'' کے مطالبہ نے زور پکڑا۔ اسی سلسلہ میں جمل کی افسوس ناک لڑائی پیش آئی۔ ایک فریق کی قیادت امُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کر رہی تھیں اور دوسرے کی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ —— حضرت محمدؓ کا دلی میلان حضرت علیؓ کی طرف تھا لیکن والدِ گرامی حضرت طلحہؓ کی خاطر اُمّ المؤمنینؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ لڑائی کے آغاز میں انھوں نے اُمّ المؤمنینؓ سے عرض کی:

> ''اماں جان، بیٹے کے لیے کیا ارشاد ہوتا ہے؟'' امُّ المؤمنینؓ سمجھ گئیں کہ وہ لڑائی میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ فرمایا ''تمھارا دل مطمئن نہیں ہے تو تم خیر بنی آدم کا طریقہ اختیار کرو اور اپنا ہاتھ روک لو۔''

اُمّ المؤمنینؓ کا ارشاد سن کر حضرت محمدؓ نے تلوار نیام میں ڈال لی، زرہ اتار کر زمین پر بچھا دی اور اس پر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت انھوں نے سر پر سیاہ ٹوپی پہن رکھی تھی۔ حضرت علیؓ کو ان کے خیالات اور مجبوریوں کا علم تھا، انھوں نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ سیاہ ٹوپی والے (محمدؓ) پر کوئی ہاتھ نہ اٹھائے لیکن جنگ کے ہنگامہ میں ان کا امتیاز نہ ہو سکا یا دانستہ کسی شخص نے ان کو شہید کر ڈالا۔

لڑائی کے اختتام پر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ، حضرت حسنؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو ساتھ لے کر اپنے مقتولین کو تلاش کرنے کے لیے میدانِ جنگ میں گئے۔ اچانک حضرت حسنؓ کی

نظر ایک لاش پر پڑی جو منہ کے بل زمین پر پڑی تھی۔ انھوں نے اسے سیدھا کیا تو بے اختیار منہ سے نکلا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر فرمایا، خدا کی قسم یہ قریش کا فرزند ہے۔

حضرت علیؓ نے پوچھا، جانِ پدر کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا ''یہ محمد بن طلحہؓ کی لاش ہے۔'' حضرت علیؓ کو یہ سن کر سخت صدمہ پہنچا، لاش کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا:

''ربّ کعبہ کی قسم یہ سجاد ہے اس نے والد کی اطاعت میں جان دی۔ بڑا نیک فطرت اور پاک باز جوان تھا۔''

حضرت حسنؓ بھی حضرت محمدؓ کی شہادت سے سخت غم زدہ ہو گئے۔ ابنِ اثیرؒ اور امام حاکمؒ کا بیان ہے کہ اس موقع پر انھوں نے پدر گرامی سے مخاطب ہو کر کہا، ''میں آپ کو اس لڑائی سے روکتا تھا لیکن آپ نے فلاں فلاں شخص کا مشورہ قبول کر لیا۔''

اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے فرمایا، اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا۔

اس کے بعد انھوں نے حضرت محمدؓ بن طلحہؓ کو بھی دوسری لاشوں کے ساتھ بصرہ کے قریب سپردِ خاک کر دیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ